سینتیسویں قسط

بیاناتِ خوشتر رحمۃ اللہ علیہ

DAR-UL-RAZA

سیاحِ لامکاں

شیخ طریقت، رہبر شریعت، مبلغ اسلام

حضرت علامہ مولانا

حافظ محمد ابراہیم خوشتر رحمۃ اللہ علیہ

صدیقی قادری رضوی حامدی

زیر سرپرستی

شہزادہ علامہ خوشتر، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا محمد مسعود اظہر قادری رضوی

سجادہ نشین خوشتر

زیر سایہ

شہزادہ علامہ خوشتر حضرت صاحبزادہ الحاج محمد میاں خوشتر صدیقی قادری

خلیفہ تاج الشریعہ

باہتمام

مولانا محمد ابراہیم خوشتر میموریل سوسائٹی

سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

مکتبہ دارالرضا

عالمی روحانی مرکز دارالرضا انٹرنیشنل جھنگ سٹی

TEL: +92 300 6504263, +44 778 9699501

www.darulraza.net, Email: darulraza@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب:............بیاناتِ خوشتر "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" (سینتیسویں قسط)

اسپیکر..........حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"

موضوع:........سیاحِ لامکاں

زیرِ سرپرستی:.........شہزادہ علامہ خوشتر حضرت مولانا محمد مسعود اظہر سجادہ نشین

زیرِ سایہ:..........شہزادہ علامہ خوشتر حضرت صاحبزادہ الحاج محمد میاں خلیفہ تاج الشریعہ

زیرِ نگرانی:.........حضرت علامہ مولانا مفتی ابونعمان عرفان شریف مدنی

بااہتمام:.........مولانا محمد ابراہیم خوشتر میموریل سوسائٹی

سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

تحریر وترتیب:..........حافظ محمد اصغر عطاری (شعبہ تحریرات دارالرضا انٹرنیشنل)

صفحات:.........13

پبلشر:.........مکتبہ دارالرضا جھنگ سٹی

{جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں}

مکتبہ دارالرضا
عالمی روحانی مرکز دارالرضا انٹرنیشنل
بستی شہنی والی، وارڈ نمبر 7، پرانا چنیوٹ روڈ، جھنگ سٹی
TEL: +92 300 6504263, +44 778 9699501
www.darulraza.net, Email: darulraza@gmail.com

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم ۝ فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

{سیاحِ لامکاں}

خدا کی قدرت کے آخری شاہکار، شہنشاہِ دو جہاں، سید الانسِ والجاں، حضرتِ محمدِ مصطفی ﷺ کا واقع معراج اپنی خصوصیت وفضیلت اور اعجاز و کرامت کے اعتبار سے اِس قدر بے مثال ہے کہ خالقِ کائنات نے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کاملین اور رُسُلِ مقدس میں سے کسی کو اِس سے مشرف نہیں فرمایا۔ اور اپنے نورِ اوّلین، رحمۃ اللعلمین حضرتِ محمدِ مصطفی ﷺ کو وہاں پہنچایا، جہاں پہنچنے کا شرف کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ رجب المرجب کی ستائیسویں رات جب اپنے دامن میں معراج کی انہی جلوؤں کو لئے ہوئے آتی ہے تو فرزندانِ توحید و رسالت کے دِل و دماغ جگمگا اُٹھتے ہیں اور ایمان و عرفان کی دنیا میں بہار آجاتی ہے۔ آج اسی عظیم و جلیل جشن کی یاد میں ’’سیاحِ لامکاں‘‘ کے عنوان سے میں آپ سے مخاطب ہوں۔ اللہ جل جلالہ اپنے کلامِ مقدس میں ارشاد فرماتا ہے

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

ترجمہ: پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجدِ حرام (خانہ کعبہ) سے مسجدِ اقصا (بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اِس بے مثال و بے نظیر واقعے کو لفظِ ''سبحان'' سے شروع فرما کر معراجِ جسمانی کا انکار کرنے والوں سے جس قدر اعتراضات ہو سکتے تھے سب کا جواب عطا فرما دیا۔ مثلاً سرکارِ دوعالم ﷺ کا اپنا جسمِ پاک کے ساتھ بیت المقدس اور آسمانوں پر تشریف لے جانا اور وہاں سے ''ثم دنا فتدلٰی'' کے مقام تک پہنچ کر تھوڑی دیر میں واپس تشریف لے آنا، معراجِ جسمانی کے منکرین کے نزدیک ناممکن اور محال تھا۔ قادرِ مطلق اللہ تبارک وتعالیٰ نے لفظِ سبحان ارشاد فرما کر یہ ظاہر کردیا کہ تمام کام بھی میرے لئے ناممکن اور محال ہوں تو یہ میری عاجزی اور کمزوری ہوگی اور عاجزی اور کمزوری عیب ہے اور میں ہر عیب سے پاک ہوں۔ معراجِ جسمانی کا انکار معاذ اللہ خدا کی قدرت کا انکار اور اُس کی عاجزی و کمزوری کا اقرار ہے۔ اور خالقِ کائنات اِن تہمت وعیوب سے پاک ہے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ سیاحِ لامکاں حضرتِ محمدِ مصطفی ﷺ کی معراجِ جسمانی کا واقعہ آفتابِ نصف ونہار کی طرح تاباں ودرخشاں ہے۔ اِس حقیقت کو لفظِ ''اسراء'' نے اور بھی ظاہر کردیا۔ کہ اِس میں رب سے سید المرسلین ﷺ کو جانے والا نہیں فرمایا بلکہ اپنی ذاتِ مقدسہ کو لے جانے والا فرمایا۔ اب یہ بات خوب اچھی طرح واضح ہوگئی کو اللہ تعالیٰ نے لفظِ ''سبحان'' اور ''اسراء'' فرما کر معراجِ جسمانی پر ہونے والے تمام اعتراضات کا جواب دے دیا۔ گویا یوں فرمایا کہ اے واقع معراج کا انکار کرنے والو! واقع معراج میں میرے حبیب ﷺ پر اعتراض کرنے کا تمھیں کوئی حق نہیں اِس لئے کہ انھوں نے مسجدِ اقصٰی یا آسمانوں پر جانے کا خود دعوی نہیں کیا بلکہ یہ دعوی تو میرا ہے

کہ میں اپنے حبیب ﷺ کو لے گیا۔ اور اب اگر میرے لے جانے پر تمہیں اعتراض ہے تو یاد رکھو کہ میں ''سبحان'' ہوں اور جو چیز مخلوق کے لئے عادتاً ناممکن اور محال ہے اگر میرے لئے بھی اسی طرح ناممکن اور محال ہو تو یہ میری عاجزی اور کمزوری ہوگی اور عاجزی و کمزوری عیب ہے لیکن میں ہر عیب سے پاک ہوں۔ معلوم یہ ہوا کہ آیتِ اسراء کا پہلا لفظ ہی معراجِ جسمانی کی روشن دلیل ہے۔ آیتِ کریمہ سنتے چلئے

سُبْحٰنَ الَّذِیْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَاؕ-اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

واقعِ معراج میں عبدہ فرما کر اِس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ باوجود اِس قربِ عظیم کے جو معراج میرے حبیب ﷺ کو حاصل ہوا وہ میرے ''عبد'' یعنی میرے بندے ہیں معبود نہیں۔ مقامِ عبدیت یاد رکھئے کہ عبدیت قربِ الٰہی کا وہ بلند ترین مقام ہے جہاں بندہ اپنے تعینات کو معدوم پا کر جلوہ محبوب میں محو ہو جاتا ہے، اِس لئے اللہ تعالیٰ نے اِس موقع پر رسولہ اور نبیہ نہیں فرمایا بلکہ بعبدہ فرمایا۔

معراجِ جسمانی کی ایک اور دلیل ملاحظہ فرمائیے، اللہ تعالیٰ نے ''بعبدہٖ'' فرما کر اِس حقیقت کو روشن سے روشن تر کر دیا کہ معراج صرف روح کو نہیں ہوئی بلکہ روح مع الاجسد یعنی جسم کے ساتھ ہوئی۔ اِس لئے قرآن و حدیث یا کلامِ عرب میں جہاں کہیں بھی لفظِ عبد کا استعمال ہوا ہے وہاں عبد سے مراد روح کے ساتھ جسم بھی ہے۔ یعنی عبد روح اور جسم دونوں کے مجموعے کا نام ہے۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا

ہے کہ:

ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلی

بھلا دیکھو تو جو منع کرتا ہے بندہ یعنی محمد ﷺ کو جب وہ نماز پڑھے۔

اِس آیت میں عبد سے جسم و روح دونوں مراد ہیں۔ اسی طرح "اسراء بعبدہٖ" میں بھی جسم اور روح دونوں مراد ہیں "عبدہٖ" کی اضافت اللہ تعالیٰ نے "اسری بعبدہٖ" میں عبد کو ضمیرِ مجرور کی طرف مضاف کر کے اِس حکمتِ ایمانی کا اعلان فرمادیا کہ میرا بندہ مقدس محمد مصطفی ﷺ عام بندوں کی طرح بندے نہیں ہیں بلکہ وہ بندۂ خاص ہیں۔ یعنی عبد نہیں بلکہ عبدہٗ ہیں۔ حکیم مشرق علامہ اقبال نے اسی مفہوم کو اِس شعر میں ظاہر کیا ہے۔

عبد دیگر عبدہ چیزی دگر

ما سراپا انتظار او منتظر

اب میں تمام دوسری تفصیلات کو چھوڑتا ہوا واقعِ معراج کی جانب آپ کی توجہ مبذول کررہا ہوں اور اِس سوال کے جواب کو مختصراً پیش کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں سیدِ عالم ﷺ کے واقعِ معراج کو صرف مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک بیان فرمایا۔ اور معراجِ آسمانی کا ذکر صراحتاً کیوں نہیں فرمایا؟ تو اِس حکمت کی جانب غور فرمائیے کہ آیتِ کریمہ میں مسجدِ اقصیٰ کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اِس لئے ہے کہ کفارِ قریش مسجدِ اقصیٰ دیکھ چکے تھے۔ اور انہیں اِس کے متعلق پوری پوری معلومات حاصل تھیں۔ اِس لئے انہوں نے واقعِ معراج کا انکار کرتے ہوئے

سرکارِ دوعالم ﷺ سے اُس کی علامت وغیرہ دریافت کی اور بڑی شدت کے ساتھ جھگڑا اور اختلاف کیا۔لیکن اللہ کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے انہیں انتہائی تفصیلی جوابات پورے پورے مرحمت فرمادیئے اور مسجدِ اقصٰی کی تمام علامتیں اور نشانیاں جو کفارِ قریش نے دریافت کی تھیں وہ بیان کرکے اُن پر ایسی روشن دلیل قائم فرمادی کہ جس سے وہ سب کے سب لاجواب ہوگئے۔اور مجالِ انکار باقی نہ رہی، اِس طرح سیاحِ لامکاں حضرت محمدِ مصطفیٰ ﷺ کے واقع معراج کی صداقت پر ایک عظیم الشان دلیل قائم کردی گئی۔اسی لئے اللہ نے خصوصیت کے ساتھ مسجدِ اقصٰی کا ذکر فرمایا۔اُس کی ظاہر وجہ یہ بھی کہ ایک طرف مشرکینِ مکہ کے ذہن میں مسجدِ اقصٰی کی تمام علامتیں محفوظ تھیں تو دوسری طرف انہیں اِس بات کا یقین تھا کہ حضرت محمدِ مصطفی ﷺ نے مسجدِ اقصٰی کبھی نہیں دیکھی۔جب انہوں نے سنا کہ سرکارِ دوعالم ﷺ مسجدِ اقصٰی جانے اور معراج فرمانے کا حال بیان کررہے ہیں تو انہوں نے سوچا کہ اِس کے بہتر حضور ﷺ کو معاذ اللہ جھٹلانے کا موقع ہاتھ نہیں آسکتا۔آسمان وغیرہ تو ہم نے دیکھے ہوئے نہیں کہ اُن کے متعلق نشانیاں ہم دریافت کریں لیکن مسجدِ اقصٰی کا نقشہ تو ہمارے ذہنوں میں محفوظ ہے۔بس ہمارے لئے سوال کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اگر محمدِ عربی ﷺ مسجدِ اقصٰی کے متعلق ہمارے سوالات کا جواب نہ سکے تو اُن کا دعوی معاذ اللہ خود بخود جھوٹا ہوجائے گا۔لیکن اُن کی یہ تمام خیالی عمارتیں اُس وقت گر کر چکنا چور ہوگئیں جب اُن کے سوالات کے جوابات سرکارِ دوعالم ﷺ نے صحیح صحیح ارشاد فرمادیئے۔اور مسجدِ اقصٰی کا پورا نقشہ کھینچ کر اُن کے سامنے رکھ دیا۔اِس

طرح محمد عربی ﷺ کی صداقت آفتاب کی طرح روشن ہوگئی۔ جب محبوبِ رب العالمین ﷺ کا مسجدِ اقصٰی تک جانا سچا ثابت ہوگیا تو آسمانوں کی معراج بھی سچی ثابت ہوگئی۔ جس طرح آسمانوں تک جانا محال ہے اسی طرح مکے سے مسجدِ اقصٰی تک رات کے تھوڑے سے حصے میں جاکر واپس آجانا بھی محال ہے۔ جب یہ جانا اور آنا محال نہ رہا تو آسمانوں پر جاکر واپس آنا کیونکر محال رہ سکتا ہے۔ اِس مختصر تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مسجدِ اقصٰی کا ذکر صداقتِ معراج کی دلیل اِس لئے بن گیا کہ منکرین مسجدِ اقصٰی دیکھ چکے تھے۔ اب اگر مسجدِ اقصٰی کی طرح آسمانوں کا ذکر بھی تفصیل سے کردیا جاتا تو وہ عظیم الشان واقع معراج کی سچائی کے لئے دلیل نہیں بن سکتا تھا۔ کیونکہ منکرینِ نے نہ کبھی آسمان دیکھے تھے اور نہ اُن کے ذہن میں وہاں کی کسی چیز کا تصور تھا۔ اِس لئے اگر وہ آسمانوں کی کوئی بات یا نشانی دریافت کرلیتے اور حضور ﷺ اُن کو بتا دیتے تو پھر بھی اُن کے حق میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا بتانا مفید نہ ہوتا۔ اور واقع معراج کے لئے کوئی دلیل بھی قائم نہ ہوتی کیوں کہ وہ آسمان اور اُن کی معلومات سے بے خبر تھے۔

اب سامعین نے یقین اندازہ لگالیا ہوگا کہ اسی حکمت کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے آسمانی معراج کا ذکر تفصیل کے ساتھ نہیں فرمایا بلکہ ''لنریہ من ایتنا'' میں اجمال کے ساتھ اسے بیان فرما دیا تا کہ مسجدِ اقصٰی کی طرف حضور ﷺ کو لے جانا وہاں سے آسمانوں کی طرف اُن کو لے جاکر وہاں کی نشانیاں دکھا کر لائے۔ خلاصہ یہ کہ آیتِ کریمہ میں سرکارِ دوعالم ﷺ مسجدِ اقصٰی سے آسمانوں پر جلوہ گر ہوتے ہوئے عرشِ الٰہی

تک تشریف لے گئے، پھر عرشِ الٰہی سے جہاں تک اللہ نے چاہا آپ جلوہ افروز ہوئے اور زمان و مکان بلکہ عالمِ امکان کے قلوب سے بالاتر ہو کر اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص سے مشرف ہوئے اور رب کا جمال اپنے سرِ اقدس کی آنکھوں سے بے حجاب دیکھا۔

بخاری شریف میں ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے اپنے صحابہ علیہم الرضوان سے شبِ معراج کی کیفیت اِس طرح بیان فرمائی کہ ''میں حطیمِ کعبہ میں تھا یکا یک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اُس نے میرا سینہ یہاں سے یہاں تک چاک کیا'' راوی کہتا ہے کہ میں نے جارود سے پوچھا وہ میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ یہاں سے یہاں تک کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ حلق سے لے کر ناف تک رحمۃ العالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''پھر اُس آنے والے نے میرا سینہ چاک کرنے کے بعد میرا دِل نکالا، پھر میرے پاس سونے کا طشت لایا گیا جو ایمان و حکمت سے لبریز تھا اِس کے بعد میرا دِل دھویا گیا اِس کے بعد وہ ایمان و حکمت سے لبریز ہو گیا۔ پھر قلبِ مبارک کو سینۂ اقدس میں اُس کی جگہ رکھ دیا گیا۔ اِس کے بعد میرے پاس ایک جانور سوار ہونے کے لئے لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ جارود نے حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ کیا وہ براق تھا؟ حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''ہاں''۔

بخاری شریف کی یہ روایت بہت طویل ہے لہٰذا یہاں سے اِس کا اور مسلم شریف کی روایت کا خلاصہ پیش کر رہا ہوں کہ سرکارِ دوعالم ﷺ مسجدِ اقصیٰ اور آسمانوں سے

گزرتے انبیاء کاملین علیھم السلام کو اپنی ملاقات سے مشرف فرماتے ہوئے جلوہ آراء عرش ہوئے اور پھر وہاں سے مقامِ ''دنا فتدلی'' پر فائز ہو کر رب العالمین کے جمال کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ اسی طرح محبوبِ دو عالم ﷺ دیدارِ خداوندی کے اُس عظیم و جلیل اور خصوصی فضیلت سے نواز دیئے گئے۔ جس فضیلت و رویت کے متعلق سوال کرنے پر حضرتِ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''لن ترانی'' فرما دیا گیا تھا۔ اِس مقام پر امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کا شعر بے ساختہ زبان پر آ رہا ہے۔

تبارک اللہ ہے شان تیری، تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش ''لن ترانی'' اور کہیں تقاضے وصال کے تھے

ابھی ابھی حدیثِ معراج میں آپ سن چکے ہیں کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا سینہ مبارک چاک کیا گیا۔ اِس میں بے شمار حکمتوں کے علاوہ ایک روشن ترین حکمت یہ بھی ہے کہ سینہ مبارک کا چاک کیا جانا حیات النبی کی درخشاں دلیل بن جائے، چنانچہ یہ بات ہمارے مشاہدے میں آتی رہتی ہے کہ روح کے بغیر جسم میں حیات نہیں ہوتی۔ اور روح کا مقام انسان کا دل ہے۔ لہٰذا جب کسی انسان کا دل اُس کے سینے سے باہر نکال لیا جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ لیکن تاجدارِ دو عالم ﷺ کا دِل سینۂ اقدس سے باہر نکالا گیا پھر اسے شگاف دیا گیا اور اُس میں وہ جما ہوا خون جو جسمانی اعتبار سے دِل کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے اُس کو صاف کر دیا گیا۔ اِس کے باوجود اللہ کے محبوب حضرتِ محمدِ مصطفی ﷺ بدستور زندہ رہے۔ جو اِس بات کی روشن دلیل ہے

کہ روحِ مبارک کے قَبض کے بعد بھی حضور ﷺ زندہ ہیں۔ کیوں کہ جس کا دِل بدن سے باہر ہو اور پھر وہ زندہ رہے اور اگر اُس کی روح قَبض ہو جائے تو وہ کیسے مردہ ہو سکتا ہے؟ اور اِس بات سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہر آدمی زندہ رہنے کے لئے اپنی روح کا محتاج ہے۔ جبکہ حضرتِ محمدِ مصطفی ﷺ اپنی حیاتِ ظاہری میں بھی روح کے محتاج نہیں، یہی وہ حقیقت ہے جس اقرار آج تک دنیائے اِسلام کرتی چلی آرہی ہے کہ نورِ مجسم حضرتِ محمدِ مصطفی ﷺ عالم بشریت سے متعلق ہونے کے باوجود ایسے بے مثال بشر ہیں کہ عالم بشریت میں اُن کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ابھی آپ کا ذوق سماع تازہ ہے، یہ بھی سنتے چلئے کہ جبرائیل امین جب سینہ اقدس کو چاک کرنے کے بعد قلب مبارک کو زمزم کے پانی سے دھویا تو فرمانے لگے۔ یعنی کہ سرکار دو عالم کا دل ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے، اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ آنکھ کان ضرور کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں۔ جس کو ہم نہ دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم ﷺ خود ارشاد فرماتے ہیں

"میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے"

سرکارِ دو عالم ﷺ اللہ کے دیدار کی خصوصی فضیلت حاصل کرنے کے بعد براق پر سوار ہو کر رات کی تاریکی میں مکہ معظّمہ میں جلوہ فرما ہو گئے اور اپنی امت کے لئے نماز کا تحفہ ساتھ لے کر تشریف فرما ہوئے۔ نماز مسلمانوں کے لئے معراج شریف کا تحفہ ہے، اِس کی کئی وجوہ ہیں خدا کے دربار میں حاضری معراج کا نقشہ ہے۔ نماز

معراج شریف کے موقع پر فرض ہوئی۔ التحیات میں معراج کے انوار وتجلیات پائے جاتے ہیں۔ اِس کی تفصیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی معراج تو یہ تھی کہ آپ اللہ کے دیدار سے مشرف ہوئے اور جمالِ خداوندی کو بے حجاب دیکھا۔ لیکن حضور ﷺ کے علاوہ دنیا کی حیاتِ ظاہری میں جسمانی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی کو نہیں ہوسکتا۔ اِس لئے ہماری معراج حضور ﷺ تک پہنچ جانا ہے۔ اِس طرح کہ ہم کو محبوب رب العالمین ﷺ سے اتنا قرب ہوجائے کہ ہم اِس دنیا میں بحالتِ بیداری حضور ﷺ کا جمالِ مبارک اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ اسی حکمت کے لئے تشہد میں ''السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته'' کے الفاظ رکھے گئے ہیں، یہ بات بھی یاد رکھئے کہ نماز میں اگر کوئی قصد وارادہ کے ساتھ غیر اللہ کو پکارے یا بلائے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔ مگر نبی ﷺ کو نماز میں پکارنا واجب قرار دے دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ مؤمن نماز کی حالت میں سرکارِ دوعالم ﷺ کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ اب اگر وہ اپنی پاکیزگی طہارت اور محبت واخلاص کو اِس درجہ قوی کرلے ''السلام علیك ایها النبی'' کہتے وقت اُس کی بصیرت نورِ محمدی کو دیکھ سکے تو یہی اُس کی معراج ہے۔ کیوں کہ سیاحِ لامکاں حضرت محمدِ مصطفی ﷺ تک پہنچنا اللہ تک پہنچنا ہے۔ اور حضور ﷺ کو دیکھنا اللہ کو دیکھنا ہے۔ اسی لئے حضرت امام غزالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں\ :

''نماز پڑھتے ہوئے اپنے دِل میں حضور ﷺ کو حاضر کرو اور اسی حال میں ''السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته'' کہو''

مولیٰ تعالیٰ معراج کے اِن جلووں کی تابانی میں ملتِ اسلامیہ کو نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آج کی رات

کیسے پہنچا ہے کہاں کس کا قدم آج کی رات
کیف خاموش تحیر میں ہے آج کی رات

چھینٹے دیتا ہے عجب ابرِ کرم آج کی رات
لاؤ بھر دیں نہ سمندر کو بھی ہم آج کی رات

ادن منی کی فضاؤں میں فاوحی کا خرام
ہوگئے طالب و مطلوب بہم آج کی رات

اِن کے جلووں سے ہوا ہے دل مضطر روشن
حاصل عیش و مسرت ہے الم آج کی رات

دید محبوب دو عالم سے ہیں مست و بیخود
عالم وجد میں ہیں لوح و قلم آج کی رات

حال ہے اپنی جگہ اور ہے ساعت خاموش
کس کے ہاتھ ہے حدوث اور قدم آج کی رات

اللہ اللہ یہ بلندیٔ مقام آقا
عرش سے بھی کہیں آگے ہے قدم آج کی رات

آپ چاہیں توغلاموں کو بنا دیں آقا
آپ ہیں مالک اقبال و حشم آج کی رات

چشم موسٰی میں کہاں تاب جو دیکھے جلوہ
حاصل طور ہوئی راہ عدم آج کی رات

ہر نظر اُن کی تجلی سے ہے دنیائے جمال
دِل پر شوق ہے قندیل حرم آج کی رات

اللہ اللہ یہ جلال شہ والا خوشتر
آسماں بھی پئے تعظیم ہے خم آج کی رات

باہتمام
مولانا محمد ابراھیم خوشتر میموریل سوسائٹی
سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

مکتبہ دارالرضا

عالمی روحانی مرکز دارالرضا انٹرنیشنل جھنگ سٹی

TEL: +92 300 6504263, +44 778 9699501
www.darulraza.net, Email: darulraza@gmail.com